محمد راشد سعیدی ❁
ڈاکٹر لیاقت علی ❁❁

مابعد جدیدیت، تانیثیت اور ردِّ تشکیل؛ ہرمینیاتی تناظر

Postmodernism, Feminism and Deconstruction A Hermeneutic Perspective

By *Muhammad Rashid Saeedi, PhD Scholar, Dept. of Urdu, The Islamia University of Bahawalpur.*
Dr. Liaquat Ali, Associate Prof., Dept. of Urdu, The Islamia University of Bahawalpur.

ABSTRACT

At the end of second decade of 21st century, feminism got identification as movement and critically theory. Feminism incorporates a deeper and diverse relation to postmodernism. Postmodernism sidelines the imposed truths and it professes marginal characters and ideologies to main prominence. Feminism insists to put the role of disempower women, from hundred of years, for the central place and affirms the acknowledgement of the facts conferred by the woman herself about the woman. Feminism does not highlight plights of woman on social and political level but also, it impacts the creation and critique of literature and as feminist critical theory. The theory of Feminism primarily analyzes any literary text by putting the feminist ideology as a context and perspective. Through this methodology, text is interpreted by using deconstruction as critical tool to deduce meaning. The prime purpose of this article to scrutinize the interrelationships of feminism, post modernism and deconstruction and their nature and functionality.

Keywords: Postmodernism, Feminism, Modernism, Feminist critical theory, Deconstruction, Hermeneutics, Criticism, Polysemy.

❁ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، دی اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور۔
❁❁ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور۔

تانیثیت (Feminism) جو اولاً ایک ہمہ جہت سیاسی تحریک، ثانیاً ایک فکری رویہ اور ثالثاً ایک طریقِ مطالعہ ہے؛ اپنے طور اس قدر ارتقا، وسعت، رنگا رنگی اور بوقلمونی کی حامل ہے کہ مغرب ہو یا مشرق اس سے صرفِ نظر ممکن نہیں رہا۔ قبل از تاریخ سے تاریخ کے دور تک، پھر قبل از جدید سے جدید اور جدید سے مابعد جدید دور تک عورت کی سماجی حیثیت اور مرد کا عورت کے حوالے سے نظریہ اور رویہ بدلتا رہا۔ تانیثیت دراصل عورت کا اپنے وجود اور حیثیت کا ادراک حاصل کرنے سے، مرد اساس سماج میں اپنے وجود کو آزاد کرانے اور اپنے کردار کو اپنی شرائط پر متعین کرنے تک کا سفر ہے، جو آج تک جاری ہے۔ اردو میں بھی تانیثیت پر اس قدر کام ہو چکا ہے کہ تانیثیت کیا ہے اور کیا نہیں ہے، کے مسئلہ کو اب تک حل ہو جانا چاہیے تھا، تاہم اصطلاحات سے خوف اور ان کے تذبذب آمیز برتاؤ نے کچھ الجھاؤ برقرار رکھا ہے۔ اس مقالے میں تانیثیت کے مابعد جدیدیت سے تعلق، تانیثی طرزِ قرأت اور ردِّ تشکیل کے باہمی رشتے، ان کی ماہیئت اور تفاعُل کا تجزیہ کیا جائے گا۔

تانیثیت کی تحریک اگرچہ سوا دو صدیوں پر محیط ہے تاہم ادبی مطالعات، بالخصوص مشرقی ادبی منظر نامے میں اس کا چلن تھیوری کے مباحث، بالخصوص مابعد جدیدیت کے فروغ کے ساتھ عام ہوا۔ تانیثیت کا مابعد جدیدیت سے تعلق گہرا ہے اور ہمہ گیر بھی۔ پوسٹ ماڈرنزم اور فیمینزم کا تعلق فقط زمانی نہیں بلکہ ان کے ایک دوسرے پر کئی قسم کے اثرات ہیں۔ مابعد جدیدیت نے آفاقی سمجھی جانے والی سچائیوں کی تردید کی، اتھارٹی کو چیلنج کیا، حاشیائی کرداروں اور نظریات کو مرکز میں لانے کا دعویٰ کیا۔ مابعد جدیدیت کا تکثیریت اور لامرکزیت کا دعویٰ ایک ایسے کلچر کو تشکیل دیتا ہے جہاں مرکز میں موجود تمام نظریات اور افکار لامرکز ہو جاتے ہیں۔[۱] مابعد جدیدیت کے اکثر نظریہ ساز اگرچہ مرد ہیں تاہم تکثیریت کے اس نکتے کی وجہ سے سماج میں مرد کی اساسیت پر بھی ضرب پڑتی ہے۔ اسی بنیاد پر تانیثیت، صدیوں سے حاشیے پر موجود عورت کے کردار کو مرکز میں جگہ دینے اور عورت کے بارے میں عورت ہی کی پیش کردہ سچائی کو تسلیم کرنے پر اصرار کرتی ہے۔ تاہم مابعد جدید عہد اور صورتِ حال کے تحت پنپنے والی تانیثیت اور اس سے پہلے موجود تانیثیت کے مختلف دھاروں میں ایک خاص فرق ہے جس کی بنیاد پر موجودہ تانیثیت کو پوسٹ ماڈرن فیمینزم (Postmodern Feminism) بھی کہا جا رہا ہے۔[۲]

مابعد جدیدیت سے منسلک تانیثیت، روایتی فیمینزم کی تحریکوں سے منفرد ہی نہیں بلکہ ان کے حوالے سے اُٹھائے گئے سوالات کے جواب بھی لیے ہوئے ہے۔ لبرل فیمینزم (Liberal Feminism) کا بنیادی مقصد طبقۂ نسواں کے لیے سیاسی و معاشی آزادی اور مساوات کا حصول تھا۔ فیمینزم کی اس لہر کے بنیاد گزاروں نے عدم مساوات کی بنیادوں پر غور کرنے اور سماجی تشکیلات پر سوال اٹھانے کی بجائے اُسی سماجی سطح پر رہتے ہوئے مواقع

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

کی مساوی فراہمی کی بات کی اور بظاہر ناممکن نظر آنے والے حقوق حاصل کر لیے۔ ریڈیکل فیمنزم (Radical Feminism) نے مرد اور عورت کے درمیان صنفی امتیازات اور ان کی بنیاد پر ہونے والے جبر اور زیادتی کو نشان زد کیا۔ ظلم و جبر کی ان بنیادوں کو بہت گہرا پا کر ردِّعمل کے طور پر مرد اور عورت کو جنس اور صنف ہی کی سطح پر تقسیم نہیں کیا بلکہ ہر دو کی نوع (species) ہی الگ ہونے کا اعلان کر دیا۔ دو ایسی انواع جن میں کسی قدرِ مرتطک کی تلاش بے سود ہے... اور اِس طرح رومانوی تعاملات کے لیے بھی مرد کی بجائے عورت ہی کی طرف ملتفت ہونے کی راہ ہموار کی۔ یعنی ریڈیکل لزبئین فیمنزم نے عورت کو مرد سے آزاد ہونے یہ راہ سُجھائی کہ عورتیں ہم جنسیت (Bisexuality, Androgyny) کی بنیاد پر الگ سماج قائم کر کے فلاح پائیں۔[۳] مذکورہ دو نوعیت کی تانیثیت مرد اور عورت کے درمیان اختلاف پر توجہ دیتی ہیں لیکن ان کی بنیادوں کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔

مابعد جدید تانیثیت پدرسری نظام کے عورت پر اثر انداز ہونے والے واضح اور عمومی مظاہر پر فوری ردِّعمل کا اظہار کرنے کی بجائے ان کی جڑوں تک رسائی حاصل کر کے اس کے مرکز کو ردِّ تشکیل کرنے کی طرف مائل کرتی ہے۔ یعنی اس کا بنیادی مقصد پدرسری سماج کے، ترجیحی بنیادوں پر استوار، ان اصولوں کو غیر مستحکم کرنا ہے جو صنفی امتیازات اور عدمِ مساوات کا باعث ہیں۔ معاصر فیمنزم مابعد جدیدیت ہی کی طرح وحدانی سچائی اور حقیقت کے مسلّمہ تصورات کو ردّ کرتی ہے، مابعد جدیت استرداد کے لیے یہ بنیاد فراہم کرتی ہے کہ تصورِ حقیقت مقامی، جغرافیائی اور تشکیلی ہوتا ہے، جب کہ تانیثیت کے نزدیک آفاقی سچائیاں مرد اساس ہوتی ہیں جن کا عورت پر اطلاق، عورت کی ذاتی فکر اور تشخص کو مسمار کر کے اسے مرد کی توقع کے مطابق ڈھال دیتا ہے۔[۴] بعض پوسٹ ماڈرن تانیثی مفکرین اس تحریک کے لیے لفظ فیمنزم کو بھی ناپسند کرتے ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک 'ازم' کے حامل تمام نظریات اپنے اندر مرکزیت، حتمیت اور اتھارٹی پر زور دیتے ہیں جب کہ پوسٹ ماڈرنزم، تکثیریت، کثیر المعنویت اور بوقلمونی کی قائل ہے۔

مابعد جدید تانیثیت کے مزاج کی تشکیل اور تعین کے لیے ان اہم نظریہ سازوں کے نظریات سے متعارف ہونا ضروری ہے جنھوں نے فیمنزم کی اس روش کو فکری حوالوں سے ثروت مند بنایا۔ پوسٹ ماڈرن فیمنزم میں جولیا کرسٹیوا (Julia Kristeva) [پیدائش: ۱۹۴۱ء] کے نظریات بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ جولیا نے اپنی کتاب *Strangers to Ourselves* (۱۹۸۸ء) میں انسانی تذکیر و تانیث کا استرداد پیش کیا۔ اس کے بقول فقط جسمانی ساخت یعنی اناٹومی (anatomy) کی بنیاد پر ایک فرد کو مرد اور دوسرے کو عورت قرار دینا ان پر جبر مسلط کرنا ہے۔ جولیا کرسٹیوا کے نزدیک یہ تقسیم مضحکہ خیز ہے، کیوں کہ ایک عورت اپنے اندر مردانہ احساس و جذبات

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بھی رکھتی ہے، اسی طرح مرد بھی اپنے اندر اپنی جنسِ مخالف کے جذبات لے کر جیتا ہے۔[۵] اسی نکتے کی وضاحت ڈاکٹر نجیبہ عارف نے اس طرح کی ہے:

میں اک انسان سے کلام کرتی ہوں اور بحیثیت انسان میرے اندر مرد اور عورت دونوں موجود ہیں۔اس لیے میرا مخاطب بھی انسان ہے۔ ایسا انسان جو مرد کے روپ میں بھی ظاہر ہوسکتا ہے اور عورت کے روپ میں بھی۔ انسان ایک افقی لکیر ہے جس کے ایک سرے پر مردانہ اوصاف ہیں تو دوسرے سرے پر نسائی اوصاف۔[۶]

روایتی سماج میں اپنے اندر کے اس دوسرے پن (otherness) کو تسلیم نہیں کیا جاتا اور دبا دیا جاتا ہے۔ اندر سے اُٹھنے والی متنوع اور عجیب خواہشات کا حامل شخص اگر اپنا نسیاتی تجزیہ کرے تو اپنے تحت الشعور میں موجود میلانات اور خواہشات کی بنیادوں کو پہچان سکتا ہے، جو یقیناً ایک صنف کے اندر دوسری صنف کے خصائص کی بنیاد ہوتے ہیں۔ پوسٹ ماڈرن سماج میں LGBT کے حوالے سے رویہ انی بنیادوں پر تشکیل پاتا ہے، جسے علم، شناخت، صنف اور جنسی تعلقات کے بارے میں کشادگی (openness) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مابعد جدیدیت اور تانیثیت کو قریب لانے اور تانیثی نظریہ قرأت کو تشکیل دینے والا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ جنس اور صنف فطری نہیں بلکہ زبان کی تشکیل کردہ ہیں۔ یہ سماج کی زبان ہی کے اندر تشکیل کردہ ترجیحات ہے ہیں جو طے کرتی ہیں کہ مرد کی حیثیت ایک فاعل کی ہے جو طاقت ور، حاکم، منتظم، معروضی فکر کا حامل ہے، جب کہ عورت کی حیثیت ایک مفعول کی ہے جس کی فکر میں معروضیت ممکن نہیں، وہ کمزور محکوم اور مردانہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ تانیثیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ عورت اپنے گزشتہ، حالیہ اور ممکنہ تجربات کو مرد کے تشکیل کردہ دائرے میں دیکھنے کے بجائے اپنے ذاتی دائرے اور سانچے میں رکھ کر دیکھے اور سمجھے۔ ان نکتے کی صراحت کے لیے تانیثی مفکرین میں سے میری جو فرگ (Mary Joe Frug) (۱۹۴۱ء۔ ۱۹۹۱ء)، جوڈتھ بٹلر (Judith Butler) (پیدائش: ۱۹۵۶ء) اور ہیلن سکوس (Helen Cixoux) (۱۹۳۷ء) کے افکار سے تعارف کافی ہوگا۔

جوڈتھ بٹلر نے اپنی کتاب *Gender Trouble* (۱۹۹۰ء) میں یہ نظریہ پیش کیا کہ صنف کا تصور لازمی، حیاتیاتی اور موروثی نہیں، بلکہ معاشرتی ہے جسے بار بار ایک ہی شے کی قرار دے کر ذہن میں بٹھا دیا گیا ہے۔صنف کی گردان سے فرد کے ذہن میں حقیقت کی شکل میں ایسا واہمہ بیٹھ جاتا ہے جو حاکم مرد کا صنف کی منشا

ہوتا ہے۔ یعنی سماج میں موجود عورت اور مرد حقیقت میں عورت اور مرد ہونے کی بجائے عورت اور مرد کا کردار نبھا رہے ہوتے ہیں۔ بٹلر کے بقول کردار نبھانے سے قبل ہم بذاتہٖ نامردانہ جوہر کے حامل ہوتے ہیں نا زنانہ، بلکہ ہم سماج کی تشکیل کردہ طاقت کے زیرِ اثر یہ خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ علم کی دیگر اقسام کی طرح صنف بھی کسی آفاقی سچائی نہیں بلکہ زبان کے اندر طاقت کی پیداوار ہے۔ ہر فرد صنفی کردار نبھاتے ہوئے اپنی طرح سے بہت اچھی کارکردگی پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے تاہم تانیثی ماہرین کو چاہیے کہ کسی فرد کا اس کی متعین صنف کے حوالے سے غیر موزوں رویہ سامنے آنے پر اسے قبول کریں اور تمام صنفی شناختوں میں اس کی تحلیل اور مرتکز ہونے کے میلان کا خیر مقدم کریں۔(۷)

تانیثی نظریہ ساز میری جوفرگ کے مطابق مابعد جدیدیت کے نزدیک انسانی تجربات زبان کے اندر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ طاقت کا استعمال براہ راست جبر کو تشکیل دیتا ہے اور زبان بھی اسے مختلف انداز سے ایک جابرانہ شکل دیتی ہے۔ زبان کے ذریعے اظہار کے بعد بھی اس جبر میں کمی بیشی کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ میری جوفرگ کے نزدیک چوں کہ زبان اور اس میں پیش کیا گیا مظہر چوں کہ ہمیشہ تعبیر کا متحمل ہوسکتا ہے، اس لیے اُسے جبر کے حق میں یا اس کے خلاف استعمال کرنے کی گنجائش موجود رہتی ہے، اور یہی سیاسی جدوجہد کے رُخ پر منحصر ہے کہ کس طرح جدوجہد سے کون سا نتیجہ برآمد ہوگا۔ فرگ کے بقول یہ بھی پوسٹ ماڈرن اصول ہے کہ صنف کوئی فطری، طے شدہ، قطعی اور متعین چیز نہیں بلکہ یہ زبان کے اندر موجود معنیاتی نظام کا حصہ ہے جو دراصل سماجی تشکیل ہے۔ تہذیب وثقافت نے، جس کے پیچھے ہمیشہ طاقت ور کی منشا موجود رہتی ہے، خواتین کے جسم کو معنی عطا کیے ہیں، اور یہی معنی وقت کے ساتھ، طاقت ور کی منشا کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔(۸)

زبان کے سماج ساختہ ہونے اور اس کے عورت پر اثرات کو تانیثی نقاد ہیلن سکو نے بھی منفرد انداز میں پرکھا اور زبان میں موجود ثنوی تضادات (Binary Opposites) کے نظام کو فطری کی بجائے تشکیلی ثابت کیا جو عورت کو حقیر اور حاشیائی کردار بنانے میں معاون ہے۔ غور کریں تو یہ ثنوی تضادات یا اضدادی جوڑے؛ آسمان۔ زمین، گورا۔ کالا، اچھا۔ برا، اونچا۔ نیچا دراصل اپنے اندر ایک درجہ بندی لیے ہوئے ہیں، جو مرد اور عورت کے معاملے میں عورت کے لیے ہمیشہ کمزور اور کمتر خصوصیات لائے۔ جیسے طاقت ور۔ کمزور، مضبوط۔ نازک، بہادر۔ بزدل وغیرہ۔ ہیلن سکوس کے نزدیک یہ سب پدرسری نظام اور زبان ایسے تمام اداروں پر مرد کے تسلط کا نتیجہ ہے۔ یعنی تانیثی تنقید کے نزدیک یہ زبان کا فطری رویہ نہیں نلکہ مرد اساس سماج کی سازش ہے۔ جولیا کرسٹیوا کی طرح ہیلن سکوس نے بھی عورتوں کی ذاتی اور منفرد زبان کی بات کی جو روایتی زبان سے الگ اور معنی کے آزادانہ کھیل کی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

حامل ہوتی ہے۔[۹] تاہم ایسی زبان میں لکھنا فقط عورت کی دسترس میں نہیں ہوتا بلکہ داخلی ذوجنسیت کا حامل کوئی مرد بھی اس طرح لکھ سکتا ہے۔

تانیثیت ایک باقاعدہ سیاسی، سماجی اور صنفی تحریک کے طور پر مغرب میں اپنی مربوط اور پُر اثر روایت تشکیل دینے کے بعد، اب مشرق بالخصوص ہمارے سماج میں بھی سرگرم نظر آتی ہے۔ پاکستان میں اگرچہ اس کی سیاسی وسماجی سرگرمیوں کے ظہور کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا، تاہم ادب کے حوالے سے تانیثیت کی آوازیں گزشتہ تین دہائیوں سے سنائی دے رہی ہیں۔ تانیثیت کا بنیادی سروکار عموماً تین عوامل سے ہے۔ اوّل ماضی میں عورت کی سماجی، سیاسی، تاریخی اور صنفی حیثیت کی دریافت۔ دوم ماضی اور حال میں عورت کی حیثیت کے پیچھے تشکیلی عوامل بالخصوص مرد اساس سماج کی طاقت کا سراغ لگانا اور اس کی نوعیت و غائیت واضح کرنا اور سوم یہ ہے حال اور مستقبل میں عورت کی حیثیت کا تعین کرنا۔ تانیثیت کو اگر ادب کے تعلق سے دیکھا جائے تو بنیادی طور پر یہ دو طرح سے سامنے آئی۔ اوّل فیمینزم کی تحریک اور اس سے حاصل ہونے والے شعور کا تخلیقی ادب میں اظہار اور دوّم تانیثی نظریات کو بطور سیاق اور تناظر برت کر تخلیقی ادب کے تنقید مطالعات۔ تانیثی ادب کے تعین اور اس کے آغاز کے بارے میں عموماً ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ماہ لقا چندا بائی یا لطف النسا امتیاز سے تا حال تمام خواتین کی تخلیقات کو تانیثی ادب قرار دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ تانیثیت کی تفہیم کے بعد نسائی ادب اور تانیثی ادب کے درمیان فرق کو واضح ہو جانا چاہیے۔ تانیثی ادب دراصل مرد اساس سماج کی تشکیلی دنیا اور اس کے عورت دشمن رویوں سے واقفیت کے بعد عورت سے متعلق جذبات، خواہشات اور ارادوں کے اظہار پر مشتمل ادب ہے، جب کہ نسائی یا نسوانی ادب میں وہ سارا ادب بھی آ جائے گا جو مغلوب عورت کی محکوم فکر کا نتیجہ کیوں نہ ہو۔ تانیثی شعور کے بغیر یا اپنی ذات کی سماجی تشکیل کے شعور کے بغیر عورتوں کے لکھے لٹریچر کو تانیثی ادب میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اس بابت ڈاکٹر ناصر عباس نیّر رقم طراز ہیں:

> عورت اپنی خودی اور عرفانِ نفس سے محروم رہی ہے۔ عورت کے عرفانِ نفس کے سلسلے میں جو لٹریچر موجود ہے وہ عورت کے تجربے، تجزیہ ذات یا روح سے نہیں ابھرا، بلکہ وہ مرد کا شعورِ ذات ہے یا پھر مرد کی عورت سے متعلق آرزومندانہ خواہشات کا مظہر ہے۔ ایسا نہیں کہ عورت تجزیہ ذات کی صلاحیت یا روح سے محروم تھی، بس عورت کو یہ موقع نہیں دیا گیا کہ وہ اپنے تجربے کا اظہار کر سکے اور اسے تاریخ کا حصہ بنا سکے۔[۱۰]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تانیثیت کو بطور تنقیدی تناظر کے دیکھیں تو بھی اس کی دو سطحیں سامنے آتی ہیں جو بنیادی طور پر عورت کو بطور متن سامنے رکھ کر تجزیہ کرتی ہیں۔ اولاً Feminist Critique یا تمثال نسواں اور دوم Gynocentrics یعنی انتقادِ نسواں۔ فیمنسٹ کرٹیق عورت کی اُس شبیہہ کا تجزیہ کرتی جسے مرد نے تشکیل دیا اور اپنی تخلیقات میں پیش کیا، جب انتقادِ نسوانی ادب میں عورت کے طرزِ احساس و ادراک کا تجزیہ کرتی ہے۔ بحیثیت مجموعی تانیثی نقادوں نے فیمنسٹ کرٹیق پر انتقادِ نسواں کو اہمیت دی ہے۔ جب تانیثیت کے ادبی فن پاروں پر اطلاق کی بات آئی تو یہ تسلیم کر لیا گیا کہ فقط رسمی مفروضات اور مسلمہ تعصّبات کی روشنی میں کسی فن پارے کا منصفانہ تجزیہ ممکن نہیں۔ مختلف ثقافتوں میں موجود عورت ہو یا اس کی تفہیم کے لیے دائروں اور لہروں میں بٹی تانیثیت کی تحریک ہو، ہمیشہ ایک سی نہیں رہی، اس کے رنگوں اور شکلوں کے ساتھ اس کی نفسیات میں بھی تغیر موجود ہے۔ اس لیے تانیثی تنقید میں عورت کی فہم کے لیے کوئی ایک حربہ، تھیوری کا ایک ہی طریقہ ہمیشہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اب، بالعموم تانیثی تنقید میں مارکسی، نفسیاتی، ساختیاتی، پسِ ساختیاتی اور ردِّ تشکیلی طریق ہائے نقد کو بطور تجزیاتی حربہ برتا جاتا ہے لیکن اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے تانیثی تنقید تھیوری کی ادعائیت کے نیچے کہیں دب کر نہ رہ جائے۔ دیکھا جائے تو تانیثیت شرح و تعبیر یعنی ہرمینیات کی پوری روایت کو، جو اپنی اصل میں مرد مرکز تھی، پلٹ دینے کے درپے ہے، ناصر عباس نیّر کے بقول:

> نسوانی تنقید کا عمومی مزاج 'نظرِ ثانی' سے عبارت ہے۔ یہ پوری ادبی تاریخ اور ثقافت کو ازسرِ نو نسائی زاویوں سے جانچنے اور مرتب کرنے کی ضرورت کا احساس دلاتی ہے اور متن کی تعبیر و شرح کے اصولوں پر صدیوں پرانے مردانہ اجارے کو چیلنج کرتی ہے۔(۱۱)

تانیثیت جسے ادبی مطالعات میں بالعموم تناظر کے طور پر برتا جاتا ہے، اپنا ایک سیاسی، سماجی اور معاشی سیاق رکھتی ہے، جسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ تانیثی پڑھت کا بنیادی مقصد عورت کے اس کردار کی ردِّ تشکیل کرنا ہے جو اپنی تشکیل کی تہذیبی بنیادوں اور اور ان بنیادوں میں کارفرما جبر اور غلبے کی دائمی خواہش سے بے خبر رہی ہے۔ تانیثی مطالعات کے ضمن میں عام طور پر تین طرح کے مطالعات سامنے آتے ہیں یا تین طرح کے مطالعات کو تانیثی مطالعے کا نام دیا جاتا ہے۔

۱۔ ایسے مطالعات جس میں کسی مرد کی شعری و افسانوی تخلیقات میں عورت سے متعلق حصوں، نسوانی کرداروں اور تخلیق کار کا عورتوں سے متعلق رویے کا محاسبہ کیا جاتا ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۔ ایسے مطالعات جس میں خواتین کی تخلیقات کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس میں نسوانی کرداروں کی پیشکش کو بحیثیت صنف یا بحیثیت فرد پرکھا جاتا ہے۔ نیز تخلیق کار کے نسوانی شعور کو اس طرح پرکھا جاتا ہے کہ کیا اس نے مردانہ معاشرے کی اقدار، روایات اور تعینات کو بعینہٖ قبول کیا ہے یا تاریخی و تہذیبی جبر سے نجات پا کر، مبرّا ہو کر اپنی ذات سے ماخوذ شعور کو برتا ہے؟

۳۔ یا ایسے مطالعات جن میں تانیثیت اور اس کے پیمانوں کو تناظر میں رکھ کر، تنقیدی تھیوری سے متعلق (ساختیات، پسِ ساختیات اور بالخصوص ردِّ تشکیل ایسے) حربوں کو برت کر کسی بھی تخلیقی فن پارے کی تانیثی پڑھت کی جاتی ہے۔

اس نقطے سے آگے بات اس دعوے کے ساتھ بڑھائی جا رہی ہے کہ تانیثی تنقید میں تھیوری سے متعلق دیگر تنقیدی حربے بھی مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں تاہم ردِّ تشکیل ایک ایسا طرِ فکر اور طریق قرأت ہے جو ہر تانیثی قرأت کو فکری جولانی اور ہرمینیاتی بوقلمونی ضرور بخشتا ہے۔ ردِّ تشکیل جو بنیادی طور پر دبائی گئیں اور محبوس کی گئیں حقیقتوں کو اجالنے کی دعویدار ہے، اس کے بطن ہی میں ایسے اشارے موجود ہیں جو اسے براہِ راست تانیثیت سے جوڑ دیتے ہیں۔ تانیثیت اور ردِ تشکیل کا بنیادی نقطۂ اتصال تو یہی ہے کہ ہردو، تکثیریت اور کثیر المعنویت کی حامی ہیں۔ دونوں ادعائیت، اتھارٹی اور جبر کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ اسی طرح جب تانیثیت کو ردِّ تشکیل کی فہم و طریق میسر آتا ہے تو وہ سہ آتشہ ہو جاتی ہے۔ اس میں ہر رنگ و نسل اور ثقافت سے متعلق عورت کے جذبات کو سمجھنے، اور ان سب کی آواز بننے اور ان کے احساسات کو ہمہ جہت معنی معانی پہنانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ردِّ تشکیل کے احداف کے حوالے سے اہاب حسن کی رائے ملاحظہ ہو:

> We deconstruct, displace, demystify the logocentricism, ethnocentric, phallocentric order of the things.(۱۲)

ردِّ تشکیل کے بنیاد گزار ژاک دریدا (Jacques Derrida) (۱۹۳۰ء۔ ۲۰۰۴ء) کے نزدیک پدرسری سماج بیک وقت لفظ مرکز اور مرد مرکز یعنی phallogocentric ہوتا ہے۔ یعنی مردانہ سماج میں طاقت کے مراکز بیک وقت جنسی اور معاشرتی بنیادوں پر استوار ہوتے ہیں، جہاں جنسی اور معاشرتی رویے برابری کی بنیاد پر نہیں بلکہ حاکم محکوم، اعلیٰ ادنیٰ، فعال اور منفعل کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔(۱۳) پدرسری نظام میں مرد اپنی مردانگی کے فوقیتی اظہار کے لیے جنس، جنسی قوت اور اس کی مبالغہ آمیز تشہیر کو استعمال میں لاتا ہے، جس سے بلا ردّ و قدح یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ عورت کو انھی مقاصد کی تکمیل میں کام آنے والی چیز سمجھتا ہے، اسی بنیاد پر، اسی کے ردِّ عمل

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

میں عورت نے بھی خود مختاری کے حصول کے لیے جنسی آزادی کو لازمی تصور کر لیا ہے، حالاں کہ عورت کی جنسی آزادی اور اس سے جڑے افعال مرد بنیاد سرمایہ دارانہ نظام میں بطور پراڈکٹ استعمال کیے جاتے ہیں۔

دریدائی ردّ تشکیل کے میں کسی بھی سسٹم یا روایت کے مطالعے کا یہ طریقہ ہے کہ اسے جنم دینے والے نظام کی بنیاد پر غور کر لیا جائے۔ دریدا کے نزدیک کسی بھی سسٹم کی بنیاد فطری نہیں بلکہ انسان کی تشکیل کردہ ہوتی ہے، اور اسی تشکیل میں خلا بھی موجود ہوتا ہے۔ کسی بھی مظہر کی تفہیم میں کوئی اختلاف سامنے آئے تو اسی اختلاف پر انحصار کرنے کی بجائے تو اس کے تشکیلی نظام کو پرکھا جائے تو لازماً کسی خاص مقصد کے لیے انسان ساختہ ہی ثابت ہو گا۔ پدرسری نظام ہو یا تانیثیت بنیاد آئیڈیل نظام، ہر دو کسی طور فطری ہونے کے دعویدار نہیں ہو سکتے۔ تانیثیت اور مابعد جدیدیت کے رشتے یا ردّ تشکیل کی تانیثیت کے حوالے سے معنویت کا اندازہ دریدا کے وحدانی سچائی (single truth) کے انکار کے نظریہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ دریدا کے نزدیک نظریات کی ادعائیت اور جبر سے آزادی اس وقت ممکن ہے جب ہم خیالات کو ثنوی تخالف یا تضادی جوڑوں (binary opposition) سے آزاد کر لیں۔ (۱۴)

دریدا نے مرد اور عورت کو دیکھنے کے حوالے تضادی جوڑوں (binary opposites) کے اصول کی نفی کی ہے۔ تضادی جوڑوں کی ترتیب دراصل فوقیتی ترتیب ہوتی ہے، جس میں ایک اچھا تو دوسرا برا اور ایک برتر تو دوسرا کم تر قرار پاتا ہے۔ مرد و زن کے معاملے میں یہ اختلاف جنس کی بنیاد پر، بلکہ جنسی اعضا کی بنیاد پر ہے، جو کسی بھی طور پر درست نہیں، ان بنیادوں پر کبھی بھی عورت کو ایک فرد اور برابری کا حامل انسان قبول نہیں کیا جائے گا۔ انیا جدلیاتی، تضادی جوڑوں کی بنیاد پر ہی مرد کے لیے ہمیشہ اعلیٰ خصائص استعمال کیے گئے جب کہ عورت کے حصے میں ایسے القابات آئے جو اس کی فکر کو محدود اور ذات کو محبوس کرنے کے لیے فطری محرکات کا کردار ادا کرتے رہے۔ (۱۵)

یہاں دریدا کے اصطلاح موجودگی کی مابعد طبیعیات بھی دل چسپ معنی کی حامل ہو جاتی ہے۔ دریدا کے روایتی متون میں تقریر کو تحریر کو فوقیت دینے کی وجہ سے ردّ تشکیل کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہی موجودگی کی مابعد طبیعیات (metaphysics of presence) ہوتی ہے۔ ایسی موجودگی جو معنی پر اجارہ قائم کر کے اتھارٹی اور تسلط کو فروغ دیتی ہے۔ جب عورت کو متن تصور کر کے اس کی پڑھت کی جاتی ہے تو آشکار ہوتا ہے کہ عورت کی فہم، فکر، ترجیحات کے پیچھے بھی ایک قوت موجود ہے۔ اور وہ قوت مرد اساس سماج میں اس مرد کی نفسیات کو عیاں کرتی ہے، جو اعضائے تناسل کی بنیاد پر اپنی فوقیت جتاتا ہے، جس نے عورت کو کمزور، کمتر، محکوم اور غلام بنانے کے لیے اس کی خاص فکری تشکیل کی ہے۔ (۱۶) اسی مابعد طبیعیاتی موجودگی کا ردّ لازم ہے اور دریدائی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ردِّ تشکیل ہی تانیثیت کو وہ ہنر اور حربے فراہم کرتے جس سے ادعائیت اور اتھارٹی کے نیچے دبے ہمہ قسم کے حقیقی نسائی معانی دریافت کیے جاسکیں۔

تانیثیت سے ردِّ تشکیل کے تعلق اور ان کے تفاعل سے واقفیت کے بعد لازم ہے کہ اردو میں تانیثی تنقید اور ردِّ تشکیل کے اطلاق کی صورتِ حال کا بھی جائزہ لیا جائے۔ اردو میں تانیثی ادب کے تعین ہی کی طرح تانیثی تنقید کے حوالے سے کئی قباحتیں موجود ہیں جن کی نشان دہی ضروری ہے۔ ہمارے ہاں موجود تانیثی تنقید کے ذخیرے کو پرکھیں تو ان میں کچھ واضح زمرے بنے نظر آتے ہیں جو تنقید کی نوعیت کو واضح کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں ان مضامین کی کثرت سے واسطہ پڑتا ہے جن میں مختلف اصناف اور جہات میں خواتین کی خدمات کا جائزہ لیا جاتا ہے مثلاً افسانوی ادب میں خواتین کا حصہ، خواتین اور تنقید نگاری، خاکہ نگاری میں خواتین کا حصہ، اردو کی خواتین ناول نگار وغیرہ۔ ان مضامین اور مقالات کی نوعیت روایت مرتب کرنے کی ہے، اس میں بس قلم کار خواتین اور ان کی نگارشات کو شمار کیا جاتا ہے اور ان کا تانیثی فکر و شعور سے کوئی واسطہ نہیں، تاہم عورتوں کے ادب کی طرح اس نوعیت کو بھی تانیثی تنقید میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نوعیت کے مضامین کی باری آتی ہے جن میں عورتوں کی تخلیقات میں نسائی پیش کش کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ یعنی فلاں کے ناولوں یا افسانوں میں نسوانی کردار۔ اس نوعیت کے مضامین اور مقالات میں بیشتر تو کردار شماری کی جاتی ہے، یا فقط کردار کی نوعیت اور رویے کا احاطہ کر لیا جاتا ہے۔ کردار کے تشکیلی عناصر اور ان کی تشکیل میں تہذیبی اقدار کی پیروی یا مردانہ رویات سے انحراف کو کم ہی موضوع بنایا جاتا ہے۔ اسکے بعد اُن مقالات کی باری آتی ہے جس میں کسی خاتون کے تصورِ عورت کو اس کی تخلیقات کی روشنی میں جانچا جاتا ہے۔ اس نوعیت کے مطالعات اگرچہ تانیثی تنقید کے نام پر کیے جاتے ہیں تاہم ان کی غرض و غایت کسی بھی خاتون تخلیق کار کے تصورِ فن کو مذہبی اور ثقافتی جواز مہیا کرنا ہوتا ہے۔ یعنی تانیثی کسوٹی پر پرکھنے کی بجائے مروجہ اقدار و اخلاقیات سے جوڑ کر نتیجہ مرتب کر لیا جاتا ہے۔ اس نوعیت کے مضامین میں کچھ ایسے شاندار مضامین بھی ملتے ہیں جن میں ایک گہرا تہذیبی، تاریخی اور صنفی شعور نظر آتا ہے اور تانیثی نظریات کو تھونپنے کی بجائے تہذیبی جڑوں اور تانیثی تحفظات کا باہمی مکالمہ کرا کے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ اس نوع کے کامیاب تانیثی مطالعات کے ضمن میں فہمیدہ ریاض، فاطمہ حسن، خالدہ حسین ڈاکٹر عقیلہ جاوید ایسی چند ہی خواتین کے مضامین کو شمار کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ کم ہی ایسے مطالعات سامنے آئے جس میں مرد اساس تشکیلات و ہدفِ تنقید بنا کر مسلمات شکنی کی گئی ہو۔

کسی بھی خاتون کا تصورِ عورت ہو یا نسوانیت کی پیشکش یا تانیثی حسیت کا اظہار ان سب میں بیشتر کسی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عورت کے نسوانی شعور کو جانچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم مثالوں میں جنسیت کی پیش کش یا جنسی جذبات کے بے باکانہ اظہار کو ہی تانیثی یا نسوانہ شعور قرار دیا جاتا ہے۔ اس نوع کی تنقیدی تجزیے کے حوالے سے ڈاکٹر نجیبہ عارف رقم طراز ہیں:

> ...جب نسائی شعور کی تعریف کرتے ہوئے مجھے یہ بتایا جائے کہ نسائی شعور کا تعلق میری مخصوص جسمانی ساخت اور حیاتیاتی حقائق کے ادراک کے حقائق سے ہے اور صرف وہی ادب یا تحریر نسائی شعور سے مملو سمجھی جائے گی جس میں کسی نہ کسی طور میرے جسمانی یا حیاتیاتی وظائف کا اظہار ہوگا تو میرے اندر ایک بڑا سخت احتجاج اور بڑی زہریلی بغاوت پیدا ہوتی ہے۔(۱۷)

نسائی شعور کے نام پر عورت کے حیاتیاتی خصائص پر ہی توجہ مرکوز کرنا تانیثیت کا اصول نہیں۔ تانیثی تنقید کا بنیادی وظیفہ سماجی تشکیلات کی ردِّ تشکیل کر کے عورت کے حقیقی مافی الضمیر کی بازیافت ہے جو اس نوع کی تحقیق و تنقید میں نظر نہیں آتا۔ عورت کے حوالے سے سماج میں موجود عمومی اور معمولہ تصورات کو بدلنے کے لیے عورت کے نسائی شعور سے زیادہ مرد کے مردانہ شعور کا مطالعہ ضروری ہے۔ وہ مردانہ نفسیات جو عورت کو محکوم بنانے اور ہر موڑ پر اسے کمتری کا احساس دلانے کے جتن کر کے سماج کی مخصوص تشکیل کرتی رہی ہے۔ تاہم اردو میں تانیثی تنقید مرد اساس مطالعات سے گریزاں نظر آتی ہے، حالاں کہ مرد کے خلق کردہ نسوانی کرداروں کا تانیثی تجزیہ مرد اساس سماج کی نفسیات تک رسائی کا اہم ذریعہ ثابت ہوسکتا ہے۔

تانیثی مطالعات کی ایک اہم جہت بلا تفریقِ مرد و زن تخلیقی فن پاروں کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ ایسے مطالعات نظم یا افسانے کے کامیاب تانیثی تجزیوں کی صورت میں سامنے آئے ہیں، تاہم ناول ایسی اصناف کا تانیثی مطالعہ بھی ممکن ہے۔ اس نوع کے تجزیات میں ادبی تھیوری بالخصوص ردِّ تشکیل کے اطلاق کو بآسانی محسوس کیا جا سکتا ہے، بلکہ ردِ تشکیلی طریقِ نقد ہی تانیثی مطالعات کو وہ وسعت فراہم کرتا ہے کہ جس سے کسی بھی متن میں متعین اور واضح معانی کو ملتوی کر کے نئے، کثیر اور اہم معانی اخذ کیے جاسکیں۔ ایسے تانیثی تجزیات کی کامیاب مثالوں کے طور پر شافع قدوائی، عتیق اللہ، ڈاکٹر ناصر عباس نیرّ، ڈاکٹر قاضی عابد اور قاسم یعقوب کے مضامین کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ دعویٰ کرنا لایعنی ہوگا کہ ایک مرد عورت میں موجود ہمہ قسم کے جذبات اور احساسات کی مکمل تفہیم کر سکتا ہے، انھیں محسوس کر سکتا ہے، تاہم تانیثی تنقید کے اطلاق میں یہ بات ضرور سامنے آئی ہے کہ ایک مرد تانیثی فکر کو بہ ہر طور سمجھ کر اس کا کامیاب اطلاق کر سکتا ہے، اور درست نتائج بھی اخذ کر سکتا ہے۔ لیکن فی زمانہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جامعات اور تحقیقی جرائد میں تانیثی مقالات کی بہتات کئی سوالوں کو جنم دیتی ہے جو یقیناً قابلِ توجہ بھی ہیں۔ جیسے: کیا تانیثی مطالعات کرنے والے فاضل محققین و ناقدین کا تنقیدی شعور اس قدر پختہ ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ سماجی اقدار کی زیریں سطح پر مرداساس تشکیلات سے مکالمہ کر پائیں اور انھیں تنقیدی کسوٹی پر رکھ سکیں، نیز کیا وہ ردّ تشکیلی طریقِ نقد کی تفہیم کے بعد اس کا اطلاق کر پاتے ہیں؟ یا اس کے اطلاق کے بغیر ہی معمولہ اور پیش پا افتادہ تصورات کی بنیادوں سے عورت بنیاد سچ حصول ممکن بنا لیتے ہیں؟

حواشی

۱۔ پروفیسر عتیق اللہ تابش، ''تانیثیت: ایک تنقیدی تھیوری''، مشمولہ ''ترجیحات''، (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۰۲ء)، ص ۶۷

۲۔ ڈان سی والن (Dawn C. Wallin)، *Postmodern Feminism and Educational Policy Development*، مشمولہ ''مک گل جرنل آف ایجوکیشن، جلد ۳۶، شمارہ ۰۰۱، ۲۰۰۱ء، مونٹریال، ملاحظہ کیجیے: https://mje.mcgill.ca/article/view/۸۵۵۲

۳۔ پروفیسر عتیق اللہ تابش، ''تانیثی جمالیات کا تعین''، مشمولہ ''تعصّبات''، (نئی دہلی: ایم۔آر۔ پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۱۵

۴۔ وحید مراد، ''پوسٹ ماڈرن فیمنزم؛ ایک تقابلی جائزہ''، مشمولہ برقی مجلّہ ''دانش''، بتاریخ ۲۵/جون ۲۰۲۱ء، ملاحظہ کیجیے: http://daanish.pk/۴۹۸۳۰

۵۔ جولیا کرسٹیوا، (Julia Kristeva)، *Strangers to Ourselves*، ترجمہ: لیون ایس رودیز، (نیو یارک: کولمبیا یونی ورسٹی، ۱۹۸۹ء)، ص ۲۶

۶۔ نجیبہ عارف، ''نسائی شعور کا قضیہ''، مشمولہ ''بنیاد''، جلد ۷، (لاہور: لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۲۴

۷۔ جوڈتھ بٹلر (Judith Butler) و دیگر (مرتبین)، *Feminist Contentions: A Philosophical Exchange*، (لندن: روٹلیج، ۱۹۹۵ء)، ص ۱۳۸

۸۔ میری جو فرگ (Mary Joe Frug)، *A Postmodern Feminist Legal Manifesto (An Unfinished Draft)* (ہارورڈ: لا ریویو، ایسوسی ایشن، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۳

۹۔ نائجل وُڈ اور ڈیوڈ لوج (Nigel Wood & David Lodge)، (مرتبین)، *Modern Criticism and Theory*، (لندن: لانگ مین، ۱۹۹۰ء)، ص ۲۸۸

۱۰۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیّر، ''نسوانی تنقید''، مشمولہ ''اردو ادب اور تانیثیت''، مرتبہ: قاضی عابد، (اسلام آباد، پورب اکادمی، س ن) ص ۱۳۷

۱۱۔ ایضاً، ''نسوانی تنقید''، ص ۱۶۸

۱۲۔ وہاب اشرفی، ''مابعد جدیدیت اور تانیثیت'' مشمولہ ''تانیثیت اور ادب''، مرتبہ: انور پاشا، (دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)، ص ۳۰

۱۳۔ قاضی افضال حسین، ''متن کی تانیثی قرأت''، مشمولہ ''آدھی عورت، پورا ادب''، مرتبین: ڈاکٹر عقیلہ جاوید، ڈاکٹر حماد رسول، شازیہ یاسمین، شکیل حسین سیّد، (لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۳۲

۱۴۔ نائجل وُڈ اور ڈیوڈ لوج (Nigel Wood & David Lodge)، (مرتبین)، *Modern Criticism and Theory*، ص ۲۸۸

۱۵۔ وہاب اشرفی، ''مابعد جدیدیت اور تانیثیت'' مشمولہ تانیثیت اور ادب، مرتبہ انور پاشا، ص ۳۰

۱۶۔ قاضی افضال حسین، ''متن کی تانیثی قرأت''، ص ۱۳۴

۱۷۔ نجیبہ عارف، ''نسائی شعور کا قضیہ''، ص ۱۲۲

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مآخذ

۱۔ اشرفی، وہاب، ''مابعد جدیدیت اور تانیثیت''، مشمولہ ''تانیثیت اور ادب''، مرتبہ: انور پاشا، دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء

۲۔ بٹلر، جوڈتھ (Butler, Judith) و دیگر (مرتبین)، *Feminist Contentions: A Philosophical Exchange*، لندن: روٹلیج، ۱۹۹۵ء

۳۔ تابش، عتیق اللہ، پروفیسر، ''تانیثیت: ایک تنقیدی تھیوری''، مشمولہ ''ترجیحات''، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۰۲ء

۴۔ حسین، افضال، قاضی، ''متن کی تانیثی قرأت''، مشمولہ ''آدھی عورت، پورا ادب''، مرتبین: ڈاکٹر عقیلہ جاوید، ڈاکٹر حماد رسول، شازیہ یاسمین، شکیل حسین سیّد، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۷ء

۵۔ فرگ، میری جو (Frug, Mary Joe)، *A Postmodern Feminist Legal Manifesto (An Unfinished Draft)*، ہارورڈ: لا ریویو، ایسوسی ایشن، ۱۹۹۲ء

۶۔ کرسٹیوا، جولیا (Kristeva, Julia)، *Strangers to Ourselves*، ترجمہ: لیون ایس رود یز، نیو یارک: کولمبیا یونی ورسٹی، ۱۹۸۹ء

۷۔ نیّر، ناصر عباس، ڈاکٹر، ''نسوانی تنقید''، مشمولہ ''اردو ادب اور تانیثیت''، مرتبہ: قاضی عابد، اسلام آباد، پورب اکادمی، س ن

۸۔ _____، ''تانیثی جمالیات کا تعین''، مشمولہ ''تعصبات''، نئی دہلی: ایم آر پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء

۹۔ وڈ، نائجل اور لوج، ڈیوڈ (Wood, Nigel Wood & Lodge, David)، (مرتبین)، *Modern Criticism and Theory*، لندن: لانگ مین، ۱۹۹۰ء

جرائد

۱۔ ''بنیاد''، جلد ۷، لاہور: لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، ۲۰۱۶ء

ویب سائٹس

1. http://daanish.pk/49830
2. https://mje.mcgill.ca/article/view/8552